مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان
ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

کراچی

قادیانی مخمصے میں مبتلا ہیں

ایک تجزیہ ——— ایک فیچر

جسے ایک سابق قادیانی نے تحریر کیا ہے
اور
انگریزی جریدہ "میگ ویکلی" نے شائع کیا

اردو ترجمہ اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

جلد ۱ | ۳۰ شوال تا ۶ ذیقعد ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۰ اگست تا ۲۶ اگست ۸۲ء | شمارہ ۱۲

رائے آپ کی

ہفت روزہ ختم نبوت، منکرین ختم نبوت کے لیے عذاب الیم ثابت ہوگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من ابی یوسف محمد یعقوب چنیوٹی الی عبدالرحمٰن یعقوب باوا۔

ادام الباری وجودکم

مدیر محترم - ذی عزوشرف -

تسلیمات: آپ نے موجودہ صحافتی دور میں جس ذمہ داری کا احساس فرمایا ہے۔ رب العزت شرف قبولیت سے نوازیں - (آمین)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم منصب ختم نبوت کے نام سے معنون جس ہفت روزہ پرچہ کا اعلان فرمایا ہے بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کی شفاعت کے طلبگاروں کے دل کی آواز ہے۔ میری طرف سے ہدیہ تبریک قبول ہو۔ انشاء اللہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ ترجمان منکرین ختم نبوت کے لئے عذاب الیم ثابت ہوگا۔ اور محاسبہ منکرین ختم نبوت کے لئے پیغام موت ثابت ہوگا۔

والسلام مع الاکرام

ابو یوسف	محمد یعقوب	چنیوٹ
صدر مدرس	مدرسہ فیض العلوم	چنیوٹ
خطیب جامع مسجد حضرت شاہ برہان		چنیوٹ
سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ		چنیوٹ

باسمہ سبحانہٗ

ختم نبوت — کو امت مسلمہ کا پاسبان بنائے۔

مکرمی جناب مدیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج گرامی

اگلے ہی روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۸۲ء میں آپ کا اشتہار بعنوان "ہفت روزہ ختم نبوت" نظر سے گزرا۔ الحمد للہ "ختم نبوت" کے عنوان کے تحت ایک مستقل جریدہ جاری ہو رہا ہے۔ رب العزت اس شمارہ کو صحیح معنوں میں امت مسلمہ کا پاسبان و ترجمان بنائے۔ اور عقیدہ ختم نبوت کے فروغ و ترقی کا ذریعہ ثابت کرے آمین۔ پھر امت مسلمہ اس میں چھپنے والے ایمان افروز مضامین سے حقیقی معنوں میں مستفیض ہو (آمین)

درحقیقت امت مرحومہ کو ایک ایسے ہی جریدہ کی اس وقت ضرورت بھی ہے جبکہ اکثر سادہ لوح مسلمان اپنی کم علمی کی بناء پر عقیدہ ختم نبوت کے صحیح خدوخال سے کما حقہٗ واقفیت نہیں رکھتے اس صورت میں ان کے سامنے قادیانی یا لاہوری گروپ کے نام نہاد مبلغ "کتاب وسنت" کی روشنی میں اپنی مطلب خیز تاویلات کر کے انہیں گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

دعا ہے مولائے کریم آپ کو اپنی مجلس ادارت کے ساتھ اس فریضہ دین کو باوجوہ احسن نبھانے کی سعادت نصیب کرے۔ اور اس راہ میں پیش آمدہ دشواریوں کو ختم کر دے۔ (آمین)

پھر کہوں گا کہ عقیدہ "ختم نبوت" کا اظہار و پرچار چونکہ آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و شفتگی کا آئینہ دار ہے۔ اس لئے اس رسالے کی طلب عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت ہوگی۔ انشاء اللہ اور آپ حضرات امت کے افراد سے خصوصی دعاؤں کے مستحق ہوں گے۔

ہفتہ وار رسالہ راقم کے نام بھیج دیا کریں۔ شکریہ

والسلام مع الاکرام

عطا محمد قریشی الہاشمی

ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول علی پور چٹھہ

ضلع گوجرانوالہ

ہفت روزہ
ختم نبوت
کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور	
شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
اسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی

مقام اشاعت۔ ۲۰/۸ سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱	رائے آپ کی	۲
۲	ابتدائیہ۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۴
۳	افاداتِ عارفی۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی	۶
۴	خصائلِ نبوی ۔ حضرت شیخ الحدیث	۷
۵	قادیانی مخمصے میں مبتلا ہیں۔ طاہر بشیر	۸
۶	حیاتِ عیسیٰ ۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۷
۷	سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ محمد نعیم ترین	۲۰

شعبہ کتابت

۱۔ محمد عبدالستار داحدی

۲۔ حافظ گلزار احمد

۳۔ غلام یٰسین تبسم

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

قادیانیوں کی اشتعال انگیزی

موضع ٹالہی ضلع تھرپارکر سے ہمارے نمائندے نے اطلاع دی ہے کہ:

"یکم اگست بروز اتوار شام چھ بجے ٹالہی شہر میں قادیانیوں نے ایک بڑا جلوس نکالا جس کی قیادت چوہدری منور احمد اور قادیانی جماعت کے مبلغ نے کی جس میں کچھ بیرون ملک کے کالے حبشی قسم کے لوگ بھی شامل تھے۔ جو اشتعال انگیز نعرے لگا رہے تھے کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ کون کہتا ہے احمدی مسلمان نہیں۔ قادیانیوں کے اس جلوس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ مسلمان پاکستان حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں ان لوگوں کو روکا جائے کہ جلوس اور نعرے نہ لگائے جائیں تاکہ امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہو اور مارشل لاء کی خلاف ورزی کرنے پر مناسب کارروائی کرے تاکہ شرارت پسند لوگ شرارت سے باز آجائیں۔"

موضع ٹالہی کے باشندگان نے ضلع تھرپارکر کے ڈپٹی کمشنر اور انتظامیہ کے دیگر اعلیٰ افسران کو قادیانیوں کی اس اشتعال انگیزی سے مطلع کرتے ہوئے لکھا:

"ہم مسلمانان ٹالہی اسٹیشن گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے شہر کے ساتھ قادیانیوں کا ایک فارم ہے۔ جہاں وہ پچھلے دو مہینوں سے اس قدر سرگرم عمل ہیں کہ وہ کھل کر اپنی تبلیغ کے ذریعہ ہم مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کر رہے ہیں۔ حالانکہ وقت کے تقاضے کے ساتھ ہم انتہائی صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے بالکل خاموش رہتے ہیں تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہ ہو۔

جناب والا! ہماری خاموشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یا ہمارے صبر و تحمل کو کمزوری سمجھتے ہوئے کل شام چھ بجے بتاریخ یکم اگست ۱۹۸۲ء کو قادیانیوں نے اپنے مبلغ اور مینیجر چوہدری منور احمد کی قیادت میں ایک بڑا جلوس نکالا، نعرے لگائے اور ہم لوگوں کے جذبات کو اشتعال دلایا۔ انہوں نے کئی دوسرے اجنبی آدمیوں کو بھی ساتھ ملایا اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی یہ حضرات یوگنڈا، تنزانیہ، انڈونیشیا اور ملایا سے تشریف لائے ہیں۔ درحقیقت ان کے عزائم یہ تھے کہ جھگڑا اور فساد ہوتا لیکن اس کے باوجود ہم نے بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا، حالانکہ ہمارے جذبات ایک فطری بات تھی۔ اس لیے آپ صاحبان سے گزارش ہے کہ براہ کرم ان قادیانیوں کے مبلغ چوہدری منور احمد اور دوسرے ذمہ دار افراد کو سختی کے ساتھ منع کرنے کے احکامات صادر فرمادیں ورنہ امن کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں ساری ذمہ داری ان قادیانیوں پر پڑے گی جو جھگڑا۔ فساد اور انتشار پھیلانا چاہتے ہیں۔

افتتاحیہ

ہفت روزہ ختم نبوت

اس حقیقت سے ملت اسلامیہ کا ایک ایک فرد واقف ہے کہ قادیانی شریعت اسلامی کی رُو سے زندیق ہیں اور ان کا حکم مرتدین کا ہے اور پاکستان کے آئین کی رُو سے بھی ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔ اپنے مرتدانہ عقائد کے باوجود ان کا اپنے تئیں مسلمان کہلانے پر اصرار کرنا اسلام اور اہل اسلام اور آئین پاکستان کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کو اس اشتعال انگیز مظاہرے اور جلوس کی جرأت کیوں ہوئی؟ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ مقامی انتظامیہ کے اعلیٰ افسران قادیانی یا قادیانیوں کے زیر اثر ہیں ــــــــ یا یہ کہ قادیانی ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی طرح اپنی قوت کو آزما کر دیکھنا چاہتے ہیں یا یہ کہ پاکستان کی موجودہ مشکلات سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو شر و فساد کی بھٹی میں جھونکنے کے خواہشمند ہیں۔ بہرکیف ہم حکومت پاکستان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی اس اشتعال انگیزی کے وجوہ و اسباب اور اغراض و مقاصد سے مسلمانوں کو آگاہ کرے۔

محمد یوسف

بقیہ: قادیانی مخمصے میں ہیں: صفحہ ۱۶ سے آگے

جن دوسرے لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان میں محمد بشیر۔ محمد صالح۔ محمد یحییٰ۔ ملک برکت علی۔ شیخ فضل حق اور حکیم سراج الدین شامل ہیں۔

۱۹۵۳ء میں مرزا غلام احمد کے لڑکے مرزا شریف احمد اور مرزا بشیر احمد کے لڑکے مرزا ناصر احمد کو مارشل لا قواعد و امکانات کے تحت گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کو پانچ سال قید کی سزا دی گئی تھی۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اسلحہ اور گولہ بارود برآمد کرنے کے لئے ربوہ پر چھاپہ مارا تھا۔

مرزا کی خلط ملط لغزشیں

اپنی کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مرزا غلام احمد نے یکے بعد دیگرے چھیاسی اعلانات جو انکی کتابوں میں موجود ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

"میں عالم، امام، مجدد ہوں۔ میں عیسیٰ، مریم، مہدی، چینی شہزادہ، سلمانؓ آخری نبی، آخری اولیا، آخری خلیفہ ہوں، میں حسن اور حسین سے بہتر ہوں، حضرت عیسیٰ سے بہتر ہوں، میں خدا کا پیغمبر اسی کا اوتار ہوں، میں خدا ہوں، مثل خدا ہوں، خالق ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، خدا کا والد ہوں، خدا مجھ سے ہے اور میں خدا سے ہوں، میں تفضیلی نبی ہوں۔ میں آدم، شیث، نوح، ابراہیم، اسحاق، اسماعیل، یعقوب، یوسف، موسیٰ، داؤد اور عیسیٰ ہوں، میں محمد کا مکمل اوتار ہوں، میں محمد اور احمد کا سایہ ہوں۔ میں موتی اور حجر اسود ہوں۔ میں میکائیل اور ذوالقرنین ہوں۔ میں خدا کا گھر، آریوں کا بادشاہ، شیر، سورج، چاند ہوں، میں امن کا شہزادہ، بہادر اور برہمنوں کا خدا ہوں۔ میری حمد و ثنا کی گئی ہے۔ میں خدا کا نور، سچی اور منتخب ہوں، میں وہ ہوں جس کی نشست سب سے اونچی جگہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے میری تعمیل کا وعدہ کیا ہے۔"

اس ساری خرافات کو پڑھنے کے بعد آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا ایسے شخص کو کافر کہنا کافی ہے؟

مرزا طاہر احمد کے انتخابی مخالف سے خفیہ ملاقاتیں کرنے کا الزام

چنیوٹ ۸ اگست (نامہ نگار) قادیانی مبلغ بشارت احمد سندھی کو جماعت احمدیہ اور جامعہ احمدیہ سے خارج کر دیا گیا ہے ان پر الزام لگایا ہے کہ وہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کے انتخابی مخالف مرزا رفیع احمد سے خفیہ ملاقاتیں کرتے رہے ہیں۔ انہیں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ وہ "انس مارکیٹ" خالی کر دیں حالانکہ یہ مارکیٹ ان کی نجی ملکیت ہے۔ علاوہ ازیں ان کے سوشل بائیکاٹ کی ہدایت بھی کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ ان کے اخراج کا یہ فیصلہ مرزا طاہر احمد نے بیرون ملک روانہ ہونے سے قبل کیا تھا۔ تاہم فیصلے کا اعلان قائم مقام سربراہ مرزا منصور احمد نے کیا۔

بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور
۹ اگست ۱۹۸۲ء

افادات عارفی

ضبط و ترتیب
منظور احمد الحسینی

شکر تعلق مع اللہ اور معرفت الٰہیہ کا

خاص الخاص جوہر ہے

ملفوظات طیبات عارف باللہ ڈاکٹر عبد الحی صاحب عارفی مدظلہ العالی

فرمایا:۔ رمضان کے ختم ہوتے ہی پھر احسان بالائے احسان عید کے دن کا اعلان ہے کہ اے بندو مجھ سے مانگو۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے میں اسے پورا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کروگے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہ کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔

فرمایا:۔ ہمیں رمضان کے انعامات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اب شکر کیسے ادا کرنا ہے شکر ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ استغفار کیا جائے۔ کیونکہ شکر کی تکمیل استغفار سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار سے باہر ہیں۔ ہماری صلاحیتیں اور قابلیتیں اس بات سے جواب دے رہی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مکمل طور پر شکر ادا کر سکیں تو اللہ تعالیٰ نے آسان تجویز کرتے ہوئے فرمایا واستغفرهُ انه كان توابا۔ استغفار کیجئے شکر کی تکمیل ہو جائے گی۔

استغفار عبدیت کا خاص الخاص جوہر ہے اور شکر تعلق مع اللہ اور معرفت الٰہی کا خاص الخاص جوہر ہے اور انعامات الٰہیہ کا شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت بڑھتی ہے۔ استغفار مقام عبدیت تک لے جانے والی چیز ہے یہ عجز و انکساری اور ندامت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ کرنا ہے۔ استغفار محدود ہے اور شکر لا محدود ہے۔ شکر کے بجا لانے میں جتنی کمی اور تقصیر ہو جائے استغفار کرتے رہو اس سے شکر کی تکمیل ہوتی رہے گی۔

فرمایا:۔ شکر کو اپنا وظیفہ بنالو۔ جتنے اعمال کی توفیق ہو جائے اس پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ ناقص عمل پر بھی شکر ادا کرو پھر احساس نقص پر استغفار کرلو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار شکر کا مطالبہ ہے جیسا کہ فرمایا:۔

اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور ۝

فرمایا:۔ مقام استغفار اور شکر یہ وہ دو مقام ہیں جہاں نفس و شیطان کا کسی صورت میں دخل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے انعامات مستحضر رہتے ہیں اور وہ ہمیشہ شکر ادا کرتا رہتا ہے تو اس پر نفس اور شیطان کا تسلط نہیں ہوتا

فرمایا:۔ استغفار بہت بڑی چیز ہے اور مقام عبدیت کی انتہا ہے۔ اہل حق اور اہل باطل میں یہی فرق ہے کہ اہل ہوا و ہوس اور اہل باطل اپنے کاموں اور عبادتوں پر شکر تو ادا کرتے ہیں مگر استغفار نہیں کرتے۔ ان کو صرف اپنے کاموں پر ناز ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں بس عبادت کر لی اب استغفار کی کیا ضرورت ہے۔ اہل حق ہمیشہ ڈرتے ہیں۔ جہاں وہ شکر کرتے ہیں وہاں ڈرتے ہوئے استغفار بھی کرتے ہیں۔

فرمایا:۔ شکر کے بہت سے مقامات اور کیفیات ہیں، اس میں تعلق مع اللہ ہے استغفار ہے، خشیت ہے اور خشیت کی کیفیات صرف اہل حق

باقی صفحہ پر

خصائل نبوی بر شمائل ترمذی

مہر نبوت کا بیان

مہر نبوت کے چاروں طرف تل تھے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رح کی کتاب خصائل نبوی کے باب مہر نبوت کا آخری حصہ

حدثنا محمد بن بشار حدثنا بشر بن الوضاح انبأنا ابو عقیل الدورقی عن ابی نضرة العوقی قال سألت ابا سعید الخدری عن خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی خاتم النبوۃ فقال کان فی ظہرہ بضعۃ ناشزۃ۔

ابو نضرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا پوچھا تو انہوں نے یہ بتلایا کہ آپ کی پشت مبارک پر ایک گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔

حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلی البصری حدثنا حماد بن زید اخبرنا عاصم الاحول عن عبد اللہ بن سرجس قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی ناس من اصحابہ فدرت ھکذا من خلفہ فعرف الذی ارید فالقی الرداء عن ظہرہ فرایت موضع الخاتم علی کتفیہ مثل الجمع حولھا خیلان کانھا ثآلیل فرجعت حتی استقبلتہ فقلت غفر اللہ لک یا رسول اللہ فقال ولک فقال القوم استغفر لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم ولکم ثم تلا ھذہ الآیۃ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔

عبد اللہ بن سرجس کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت مجمع تھا میں نے اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت چکر لگایا۔ (راوی نے اس جگہ غالباً چکر لگا کر نقل صورت بیان کی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا منشا سمجھ گئے۔ اور اپنی پشت مبارک سے چادر اتار دی میں نے مہر نبوت کی جگہ کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مٹھی کے ہم شکل دیکھا جس کے چاروں طرف تل تھے جو گویا مسوں کے برابر معلوم ہوتے تھے۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ کی مغفرت فرمائے۔ یا اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرمادی جیسا کہ سورۃ فتح میں اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ الآیۃ، حضورؐ نے فرمایا اللہ تیری بھی مغفرت فرمائے۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حضورؐ نے تیرے لئے دعائے مغفرت فرمائی میں نے کہا ہاں اور تم سب کے لئے بھی اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ نے حکم فرمایا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مغفرت کے لئے دعا کرو اپنے لئے بھی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بھی (اس لئے حضورؐ تو سب ہی کے لئے دعائے مغفرت فرما چکے ہیں)

بقیہ :- افادات عارفی

کو نصیب ہوتی ہے۔ اہل حق ہر مقام پر شکر ادا کریں گے۔ استغفار کریں گے کامل شکر اور کامل استغفار نہ کر سکنے کی وجہ سے ان دونوں کو ناقص سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کانپتے ہیں اور اس کے سامنے گڑگڑاتے ہیں اسی کا نام خشیت ہے اسی کے بارے میں فرمایا گیا ہے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ہ وقت کے نبی کہہ رہے ہیں یعنی عمل تو میں کر رہا ہوں لیکن شرف قبولیت صرف آپ ہی دینے والے ہیں۔ یہ مقام، مقام خشیت ہے اور یہ بہت اونچا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقام خشیت عطا فرمائیں (آمین) خشیت کے ادا کرنے کے لیے اور بھی الفاظ ہیں۔ یعنی شکر ہو استحضار قلب کے ساتھ اور استغفار ہو ندامت قلب کے ساتھ۔ جب یہ دونوں ملتے ہیں تو خشیت پیدا ہو جاتی ہے۔

فیچر

قادیانی مخمصے میں مبتلا ہیں

ایک تجزیہ —— ایک فیچر

تحریر:۔ بشیر طاہر سابق احمدی و سابق رکن نیشنل اسمبلی

ترجمہ شفیق احمد خان

> قادیانیوں کے تیسرے سربراہ آنجہانی مرزا ناصر احمد کی موت کے بعد قادیانیوں میں جو انتشار کی لہر دوڑ گئی ہے اس کا کچھ حصہ ہم اخبارات کے حوالے سے قارئین کے لئے نقل کرتے چلے آرہے ہیں۔
>
> حال ہی میں ایک سابق قادیانی جناب بشیر طاہر کا اسی موضوع پر ایک اہم ترین جائزہ" انگریزی جریدہ ہفت روزہ میگ کراچی نے شائع کیا اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کے بعض حصے ذیل میں "میگ ویکلی" کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ مذکورہ مضمون میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً مرزائیوں کے سربراہ کے لئے "خلیفہ" قادیانیوں کی جگہ احمدی اور مرزائیوں کی عبادت گاہ کے لئے "مساجد" اس سے ہمیں شدید اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود ادارہ من وعن اسکو شائع کر رہا ہے۔

خلافت کے معاملے میں حال ہی میں جو تنازعہ پیدا ہوا ہے اس سے قادیانی جماعت ایک بار پھر افتراق کا شکار ہو گئی ہے۔ اس افتراق کے باعث کچھ ایسے چونکا دینے والے اور سنسنی خیز حقائق سامنے آئے ہیں جن سے اس جماعت کے انتہائی خفیہ اور مکاری پر مبنی نظام کا پتہ چلتا ہے۔

ربوہ جو قادیانیوں کی سرگرمیوں کا مرکز ہے حال ہی میں زبردست انتخابی سرگرمیوں کا محور رہا ہے اس لئے کہ مرزا ناصر احمد کے انتقال کے نتیجے میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب سے ان کی جگہ پُر کرنا تھی۔ بحالی بورڈ توڑ کے بعد انتخاب خلیفہ کمیٹی نے مرزا طاہر احمد کو قادیانیوں کا چوتھا خلیفہ منتخب کر لیا جن کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی رو سے غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

لیکن اس انتخاب سے بجائے اس کے کہ جگہ پُر ہوتی جماعت میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ نئے خلیفہ مرزا طاہر احمد نے اپنے سوتیلے بھائی مرزا رفیع احمد اور ان کے مریدین اور حامیوں کو جماعت کے دائرہ سے اور ربوہ سے خارج کر دیا ہے اور غیر ممالک میں احمدیوں کی تبلیغی جماعتیں شدید نوعیت کی بے چینی اور خلفشار میں مبتلا ہو گئی ہیں۔

ایک ممتاز احمدی مسٹر ایم ایم احمد اور ایک دوسرے احمدی جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے کے کہنے کے بموجب ربوہ میں ایک متوازی تنظیم قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کر لئے گئے ہیں اور اس کے متعلق ایک باضابطہ اعلان جلد ہی کیا جائیگا۔ اس سلسلے میں معلوم ہوا ہے کہ مرزا رفیع احمد کے ایلچی ملک کے مختلف علاقوں میں لوگوں سے رابطہ قائم کر رہے ہیں جن کا رد عمل "مثبت" ہے۔

ان ہی ذرائع نے یہ انکشاف کیا ہے کہ ربوہ میں ہزاروں عقیدت مند رفیع احمد کی رہائش گاہ کے سامنے بڑی بے چینی سے ان کا انتظار کرتے ہیں۔ ان کی سربراہی کو قبول

فیچر

کرنے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا اعلان کرتے ہیں لیکن خفیہ محافظ "جنہیں ربوہ کی مذہبی انتظامیہ نے مقرر کیا ہے۔ ان کو اس بہانہ سے چلتا کر دیتے ہیں کہ رفیع احمد کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہیں۔ یہ لوگ ناامیدی اور مایوسی کے عالم میں واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ صورت حال اس وقت انتہائی سنگین ہو گئی تھی جب مرزا رفیع احمد کو مرزا ناصر احمد کے جنازہ میں شرکت سے روک دیا گیا تھا۔ ربوہ کی تمام مساجد میں بھی ان کے داخلہ پر پابندی عائد ہے۔ ترجمان کے کہنے کے بموجب رفیع احمد کے ساتھ اس قسم کا رویہ ۱۷ سال سے برتا جا رہا ہے۔

ربوہ میں احمدیوں کو یقین ہے کہ رفیع احمد کو قصر خلافت میں زبردستی حراست میں رکھا گیا ہے۔ جن احمدیوں کو حالیہ واقعات کا علم نہیں ہے۔ ان کی معلومات کے

> **ایسے چونکا دینے والے اور سنسنی خیز حقائق سامنے آئے ہیں جن سے اس جماعت کے انتہائی خفیہ اور مکاری پر نظام کا پتہ چلتا ہے۔**

لئے ایک تحریری بیان جاری کیا گیا تھا جس سے انتخاب خلیفہ کمیٹی کی ریشہ دوانیاں ظاہر ہو گئیں اس لئے کہ اس بیان کے مطابق خلیفہ کے انتخاب کے لئے جو اجلاس ہوا تھا اس میں ۴۰۰ ارکان نے شرکت کی تھی جبکہ ۲۰۰ سے زائد بزرگ ارکان و شرفاء کو اجلاس میں شرکت کی دعوت نہیں دی گئی تھی۔

اجلاس میں جو کچھ ہوا وہ خاصا دلچسپ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اجلاس کے شروع میں ہی ایک ضعیف احمدی نے جو مرزا غلام احمد کا ساتھی رہا ہے مرزا رفیع احمد کا نام تجویز کیا۔ اس کی تائید ایک دوسرے احمدی نے کی۔ لیکن اس پر شور برپا ہو گیا۔ اس موقع پر مرزا رفیع احمد نے اجلاس سے خطاب کرنا چاہا لیکن انکی اس کوشش کو مرزا طاہر احمد کے حامیوں نے ناکام بنا دیا اور لاؤڈ اسپیکر کے تار کاٹ دیئے۔ خدام احمدیہ نے رفیع احمد کو اجلاس سے باہر نکال دیا۔ مرزا رفیع نے اس کے بعد چوک گیسٹ ہاؤس میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرنا چاہا۔ ہزاروں حامیوں کی موجودگی میں جو ان کے حق میں نعرے لگا رہے تھے۔ رفیع احمد نے طاہر احمد کو نیا خلیفہ بنانے کے لئے ارباب اقتدار کی چالوں سے پردہ کو چاک کیا۔ ایک روز قبل مرزا رفیع کے حامیوں نے پمفلٹ تقسیم کئے تھے جن میں انکی حمایت کا اعلان کیا تھا اور انتخاب کمیٹی سے مرزا رفیع احمد کو منتخب کرنے کی درخواست کی تھی۔ رفیع احمد نے اپنی تقریر میں الزام لگایا تھا کہ طاہر احمد اور ان کے حامی جماعت کو تباہ کر رہے ہیں اور کلمہ کی بھی بے حرمتی کر رہے ہیں۔

جس وقت یہ اجلاس جاری تھا مرزا طاہر کے حامیوں نے زبردستی اجلاس میں گڑبڑ پیدا کی۔ مرزا رفیع احمد کے ساتھ ہاتھا پائی کی۔ ان کو زبردستی ایک کار میں پکڑ کر لے گئے۔ انکو ان کے مکان میں محبوس کر دیا اور سخت حفاظتی پہرہ ان کے مکان پر لگوا دیا۔ مکان کو جانے والے سارے راستے بند کر دیئے اور اس طرح معتقدین کو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے روک دیا گیا۔

ذرائع کے مطابق ربوہ خوف و ہراس کی گرفت میں ہے اور جماعت کے بہت سے ارکان کو جن میں الباسط جو ٹیلرز کا خاندان اور مقبرہ بہشتی کے انچارج مولوی بشارت الرحمٰن شامل ہیں۔ اور غیر اہم وجوہ کی بنا پر جماعت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ یہی حال مرزا رفیع اور انکے حامیوں کا ہے۔ جماعت سے نکالے جانے کے بعد ان کو سخت معاشرتی بائیکاٹ کا بھی سامنا ہے۔ ترجمان کا کہنا ہے کہ جماعت کا ایک نیا دفتر ربوہ میں قائم کیا جائے گا لیکن اگر حالات نے اجازت نہ دی تو یہ دفتر لاہور میں قائم کیا جائے گا۔

مرزا ناصر احمد کی دوسری شادی

پہلی بیوی منصورہ بیگم کے انتقال کے بعد مرزا ناصر احمد کو شادی کی کئی تجاویز موصول ہوئیں۔ مرزا ناصر نے اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی کے لئے چالیس روز تک دعائیں مانگیں۔ انہوں نے مولانا عبدالمالک اور فیصل آباد کے امیر جماعت شیخ منظور احمد سے بھی دعا مانگنے کے لئے کہا۔ ان لوگوں نے کہا کہ پیش رفت کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ ادھر مرزا ناصر احمد کے لڑکے مرزا لقمان احمد کو انکی مرحومہ والدہ نے خواب میں کہا کہ اس کے والد شادی کا پیغام عبدالمجید خان کی لڑکی اور ڈی آئی کالج ربوہ کے پرنسپل پروفیسر نصیر احمد خان کی ہمشیرہ طاہرہ کے گھر بھیجیں۔ پیغام بھیج دیا گیا۔ طاہرہ کی والدہ نے اس کی مرضی معلوم کی۔ طاہرہ نے انکشاف کیا کہ اس نے حال ہی میں ایک خواب دیکھا ہے جس میں اسے مطلع کیا گیا تھا کہ ایک بادشاہ کی حیثیت کا انسان اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ طاہرہ کی عمر اس وقت چوبیس سال تھی اور اسے یقین نہیں تھا کہ مرزا ناصر احمد کی عمر و حیثیت کا انسان اسے قبول کرے گا۔ بہر حال مرزا ناصر کی دوسری شادی ربوہ میں ایک سادہ سی تقریب میں ہو گئی۔ برات میں صرف چار اشخاص شامل تھے جن میں مرزا مبارک احمد

ضمیمہ

بیٹی ناصرہ بیگم اور لڑکے انس احمد اور لقمان احمد شامل تھے۔ ایک ہزار روپے مہر مقرر ہوا اور باراتیوں نے دلہن کے گھر پر چائے یا ٹھنڈا کچھ بھی نوش نہیں کیا۔ ایک گھنٹہ کے اندر مرزا ناصر طاہرہ کو قصر خلافت لے آئے۔ لیکن ولیمہ میں کافی لوگوں نے شرکت کی۔

طاہرہ اب بیوہ ہو چکی ہے۔ وہ ربوہ میں موضوع گفتگو بنی ہوئی ہے۔ لوگوں کو یقین ہے کہ وہ دوبارہ شادی نہیں کر سکتی اس لئے کہ وہ ایک خلیفہ کی بیوہ ہے۔ لیکن ایک امکان ہے۔ اگر جماعت کے کچھ معمر افراد کو بشارت ہوتی ہے کہ طاہرہ کیلئے کوئی روکا نہیں ہے دوسری شادی کر لیں تو طاہرہ کی دوسری شادی ہو سکتی ہے۔ ورنہ طاہرہ بیوہ کی حیثیت سے باقی زندگی گذاریں گی۔

خلافت کے تنازعہ سے متعلق یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ عالمی شہرت یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبد السلام اور پلاننگ کمیشن کے ایک سابق ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد نے ابھی تک نئے خلیفہ کے ساتھ عہد وفاداری نہیں کیا ہے۔

کچھ احمدیوں کو یاد ہے کہ جب مرزا ناصر احمد کو تیسرا خلیفہ منتخب کیا گیا تھا تو انہیں جو بشارتیں ہوئی تھیں اور انہوں نے جو خواب دیکھے تھے ان کو انہوں نے بشارت ربانیہ کے عنوان سے ایک کتابی شکل میں شائع کر دیا تھا۔ ایک خواب میں انہوں نے دیکھا تھا کہ مرزا رفیع احمد مرزا ناصر احمد سے دس قدم پیچھے کھڑے ہیں اور کتے کے سائز کے کئی بچھو ان دونوں کے درمیان ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ اس قسم کے خواب موجودہ صورت حال کی نشاندہی کرتے ہیں۔

گذشتہ جمعہ کو مرزا طاہر نے ربوہ میں اعلان کیا کہ اب جماعت کافی مضبوط اور پرانی ہو چکی ہے۔ اس نے ان تمام خطرات کا بڑی کامیابی کے ساتھ تدارک کر دیا ہے جو خلیفہ کا عہدہ سنبھالتے وقت انہیں درپیش تھے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ آئندہ "خلافت کو" کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوگا۔ انہوں نے سامعین کو مطلع کیا کہ مرزا ناصر احمد سے بیعت کرنے کے بعد وہ گھنٹوں روتے رہے تھے اور انہوں نے مرزا ناصر احمد سے کہا تھا کہ وہ اپنی جان بھی اُن کے لئے قربان کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں یقین ہے کہ وہ اس اعلیٰ مرتبہ پر اپنی خدمات کی وجہ سے پہنچے ہیں جو انہوں نے جماعت اور مرزا ناصر احمد کی کی ہیں۔

"قادیانی نبوت وخلافت"

اس کا تنازعہ پس منظر

مغل دربار کے ایک جرنیل کے پوتے مرزا غلام احمد نے قادیانی مذہب کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ فروری ۱۸۳۵ء میں مشرقی پنجاب کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا خاندان قادیان گاؤں کا مالک تھا۔ ۱۸۶۴ء میں مرزا غلام احمد کو سیالکوٹ کی ایک عدالت میں ملازمت مل گئی اور وہ وہاں چار سال تک رہے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد مرزا غلام احمد نے اسلامیات کے مطالعہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے ریکارڈ کے مطابق انہوں نے ایک کتاب لکھی جو چار جلدوں پر مشتمل تھی۔ یہ زمانہ مناظرات اور مناقشات کے لئے خاصا مشہور ہے۔ اسلام پر دو اطراف سے حملے کئے جا رہے تھے۔ ایک طرف تو عیسائی مبلغین کی جانب سے اور دوسرے آریہ سماج کی تحریک کی جانب سے۔ برطانوی حکمران نفاق ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی پر گامزن تھے۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں مرزا غلام احمد پر پہلی "وحی" نازل ہوئی جس میں انکو "مامور من اللہ" کے لقب سے نوازا گیا۔

لدھیانہ میں انہوں نے تمام مسلمانوں سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ اپنی وفاداری کا اظہار کریں۔ بعد میں ۱۸۹۰ء میں اُن پر انکشاف ہوا کہ وہ مہدی موعود اور مسیح موعود ہیں۔ ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح کی روح ان کے جسم میں دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گی۔ اس لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک دوسرا مسیح پیدا ہونا تھا۔ مرزا غلام احمد کے کہنے کے بموجب یہ چیز پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی اور اب وہ ہی مسیح اور مسیح موعود ہیں۔ مسیح کی حیثیت میں انہوں نے اعلان کیا کہ جہاد ختم کر دیا گیا اور یہ کہ وہ ایسے مہدی نہیں ہیں کہ اپنے ساتھ کشت وخون کو لاتے۔ انکے کہنے کے مطابق یہ وحی اُن پر مختلف

> **ربوہ میں ایک متوازی تنظیم**
> **قائم کرنے کیلئے ضروری اقدامات**
> **کر لیے گئے ہیں**

زبانوں یعنی اُردو — عربی - فارسی - انگریزی اور پنجابی میں نازل ہوئی۔

وحی کے نزول کا نظریہ مسلمانوں کے عقیدہ کے برعکس تھا اور آخر کار مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس دعوے سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا۔ ۱۹۰۴ء میں انہوں نے اپنے آپ کو کرشن کہا۔ جس کی وجہ سے ہندو بھی اُن کے مخالف ہو گئے۔

مرزا کے خلاف مسلمانوں کی مخالفت اس درجہ بڑھ گئی کہ علماء نے

فیچر

انہیں کافر کہا اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ تمام دنیائے اسلام سے ان کے خلاف فتوے آئے لیکن قادیانی جماعت ۱۹۰۱ء میں قائم ہو گئی۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے خلیفہ کے انتخاب کا معاملہ معتقدین پر چھوڑ دیا۔

غلام احمد کے انتقال کے بعد حکیم نورالدین بھیروی اُن کے جانشین بنے۔ وہ چھ سال تک یعنی ۱۹۱۴ء میں اپنی موت تک خلیفہ رہے۔ ان کے انتقال کے وقت تک قادیانی جماعت متحد و منظم رہی حکیم نورالدین بھیروی کے انتقال کے بعد ان کی جانشینی تنازعہ کا باعث بن گئی۔ بہرحال مغل خاندان کی جیت رہی اور مرزا غلام احمد کے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو سربراہ جماعت بنا دیا گیا۔ انکی اس وقت عمر ۲۵ سال تھی اور مولوی محمد علی اور خواجہ کمال جیسے سینئر لوگ بھی قادیانی جماعت کے اعلیٰ ترین عہدہ کے لئے کوشاں تھے۔ چونکہ مغل خاندان کے افراد جائداد کے باعث جو انکو انگریز حکمرانوں سے ملی تھی کافی طاقت ور تھا۔ اس لئے مولوی محمد علی نے اپنے حامیوں کے ہمراہ جماعت کو خیرباد کہہ دیا اور لاہوری گروپ کے نام سے ایک دوسرا گروپ بنا لیا۔ ان کا ہیڈ کوارٹر احمدیہ بلڈنگ لاہور میں ہے جہاں مرزا غلام احمد کا انتقال ہوا تھا۔ لاہوری گروپ کا ایمان ہے کہ غلام احمد نبی نہیں تھے بلکہ مجدد یا محدث تھے۔ دونوں پارٹیوں نے حمایت حاصل کرنے کے لئے انتھک کوشش کی ہے۔ وہ اس کام میں اب بھی مصروف ہیں اور اپنی برتری ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ یہاں یہ بتانا بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ جس وقت برصغیر کے عوام غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ برسرپیکار تھے اس وقت مرزا غلام احمد کے دادا مرزا مرتضیٰ خاں انگریزوں کی حمایت کر رہے تھے اور آدمیوں اور گھوڑوں کے ذریعہ ان کی امداد کر رہے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ انگریزوں کی حکومت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے اور مسلمانوں کو لازمی طور پر اس کی حمایت کرنی چاہیے۔ غلام احمد کی "نبوت" کی وجہ سے انگریزوں کو برصغیر میں اپنی حکومت مستحکم کرنے میں مدد ملی لیکن آزادی کے حصول میں کامیابی اور پاکستان کے قیام نے قادیانی سازش کو ناکام بنا دیا۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانی عارضی بنیاد پر ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ ان کو یقین تھا کہ ایک روز آئیگا جب وہ آخرکار قادیان واپس ہو جائیں گے۔

ہجرت کے وقت مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا تھا کہ قادیانی پاکستان میں جائداد کے کلیم داخل نہیں کریں گے لیکن احمدیہ ایسوسی ایشن ربوہ نے ہندوستان میں چھوڑی ہوئی جائداد کے کلیم داخل کئے۔ قادیانیوں کو سندھ میں محمود آباد، بشیر آباد اور نصیر آباد میں وسیع و عریض آراضی ملی۔ یہ علاقہ ۲۵ ہزار ایکڑ آراضی پر مشتمل ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود کو ان کے والد غلام احمد نے خواب میں ہدایت کی کہ مغل خاندان کے سارے افراد کو جن کا انتقال پاکستان میں ہوا عارضی طور پر پاکستان میں دفن کیا جائے۔ جب کبھی بھی ممکن ہو سکے گا۔ ان کی لاشوں کو قادیان تدفین کے لئے لے جایا جائے گا۔ اس قدر جان لینا اُن خفیہ نظریات کے جاننے کے لئے کافی ہے جو قادیانیوں کے پاکستان کے متعلق ہیں۔ قادیانی جماعت نے اب تک پاکستان کو اپنا وطن نہیں مانا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ آخرکار عظیم تر ہندوستان کا نظریہ عملی شکل اختیار کرے گا اور پاکستان اُس کا ایک حصہ ہوگا۔

مرزا بشیر الدین محمود کا انتقال ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ اب نئے خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ پھر اُٹھا۔ جماعت کی سربراہی کو مغل خاندان میں رکھنے کے لئے اور مرزا بشیر الدین محمود کے لڑکے کو منتخب کرانے کی غرض سے مغل خاندان نے عوام الناس کی رائے کے نظام کے بجائے انتخاب کا ایک مختلف طریقہ اختیار کیا۔ خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک منتخب کمیٹی بنائی گئی۔ خلافت کے لئے دو امیدوار تھے یعنی مرزا ناصر احمد اور مرزا رفیع احمد۔ لیکن مرزا بشیر کو طویل علالت کے باعث اس کے لڑکے مرزا ناصر کو اپنے حلقہ اثر کو وسعت دینے اور اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنے کا موقع مل گیا۔ اس صورت حال میں بھی بنیادی جمہوریتوں کے نظام سے بھی بدتر ایک انتخابی نظام اختیار کیا گیا اور مرزا ناصر کو تیسرا "خلیفہ" منتخب کرانے کے لئے ہر قسم کا دباؤ ڈالا گیا۔ یاد ہوگا کہ مرزا بشیر الدین محمود نے پیشین گوئی کی تھی کہ مرزا ناصر کی خلافت کا زمانہ احمدیہ جماعت کی فتح اور توسیع کا زمانہ ہوگا لیکن اس پیشین گوئی کے برعکس مرزا ناصر کے زمانہ میں احمدی اور ان کے سارے گروپوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک حقیقت پسند پارٹی ابھری ہے۔ جو بڑی سرگرمی سے زمین دوز سرگرمیوں میں مصروف ہے اور یہ سرگرمیاں احمدیہ جماعت کے حکمران گروہ کے خلاف ہیں۔

طاہرہ اب بیوہ ہو چکی ہے

وہ ربوہ میں موضوع گفتگو بنی ہوئی ہے۔

خدام احمدیہ نے رفیع احمد کو اجلاس سے باہر نکال دیا

سرسید کا خط

اس خط کا اُس سال سے تعلق ہے جب مرزا غلام احمد اور اس کے گروہ کے لوگ لاہور۔ لدھیانہ اور دہلی میں مذہبی مناظروں میں حصہ لینے کے بعد قادیاں واپس آئے تھے۔ علامہ اقبال کے بزرگ استاد مولانا سید میر حسن نے سرسید احمد خاں کی رائے مرزا غلام احمد سے متعلق اس کے اعلانات کی روشنی میں معلوم کی تھی۔ یہ خط سرسید کے ان بہت سے خطوط میں سے تھا جو ان کے پوتے سر راس مسعود نے شائع کئے تھے۔

محترم

"آپ کے خط اور پانچ روپیہ کے چندہ کا شکریہ۔ مجھے افسوس ہے کہ تفسیر لکھنے میں کبھی کبھی دیر ہو جاتی ہے۔ لیکن میں لکھتا رہتا ہوں۔ تفسیر سورہ یوسف مکمل ہو چکی ہے اور زیر طباعت ہے۔ مرزا غلام احمد کی جانب لوگ کیوں مائل ہوتے ہیں؟ اچھا ہے اگر اس کے پاس وحی آتی ہے۔ ہمیں اس سے کیا فائدہ ہے۔ اس سے ہماری دنیا اور ہمارے مذہب کی کوئی خدمت نہیں ہوگی۔ ان کی وحی سے ان کو ہی فائدہ پہنچتا رہے۔ ان کی وحی سے ہمیں کوئی نقصان بھی نہیں ہوگا۔ وہ جو کچھ بھی ہیں اپنے لئے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک بزرگ آدمی ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ہم ان سے الگ رہیں۔ تنازعہ کیا ہے؟ میں نے ان کی تحریریں دیکھی ہیں۔ وہ بالکل انہی وحی کی مانند ہیں۔ ان سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ہے۔ میں نے حکیم نور الدین کی تحریریں نہیں دیکھی ہیں۔ دینیات میں کسی بھی شخص کی وحی بیکار ہے جب تک کہ وہ توضیحی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے علم کا دوسرا نام تقدیر ہے۔ وحی سے تقدیر نہیں بدلتی ہے۔ جو کچھ اس دنیا میں ہوتا ہے وہ یا تو مقدر کا لکھا ہوا ہے اور یا خدا تعالیٰ کا علم ہوتا ہے۔ کسی شخص کی وحی بھی کسی شخص کو فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ یہ کوشش عبث ہے"

سید احمد

علی گڑھ

۹ دسمبر ۱۸۹۱ء

احمدی اقبال کی نظر میں

ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ اس تحریک کے بانی نے ملت اسلامیہ کو "تلخ دودھ" اور اپنی جماعت کو "تازہ دودھ" کہا ہے۔ انہوں نے اپنے متبعین کو ہدایت کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ میل جول نہ رکھیں۔ اس سے بھی بڑھ کر ان کا بنیادی اصولوں کو قبول نہ کرنا۔ اپنے لئے ایک نیا نام (احمدی) رکھنا۔ عبادت اور شادی کے معاملات میں مسلمانوں کا بائیکاٹ کرنا اور دنیائے اسلام کو کافر کہنا ظاہر کرتا ہے کہ قادیانی مختلف مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے اُس سے زیادہ دُور ہیں جتنے کہ سکھ ہندوؤں سے ہیں۔ سکھ ہندوؤں کے ساتھ شادی کرتے ہیں گو کہ وہ ہندو مندروں میں پوجا پاٹ کے لئے نہیں جاتے ہیں۔

گزٹ آف پاکستان

غیر معمولی

حکومت کا شائع کردہ

اسلام آباد۔ جمعرات ۸ ستمبر ۱۹۸۰ء

(۲) - سنہ ۱۸۶۰ء کے ایکٹ نمبر XLV میں دفعہ ۲۹۸ - اے کا اضافہ۔ ضابطہ فوجداری پاکستان میں (سنہ ۱۸۶۰ء ایکٹ XLV) مندرجہ ذیل نئی دفعہ کا اضافہ کیا جائیگا۔

۲۹۸ - اے مقدس ہستیوں کے متعلق تضحیک آمیز الفاظ کا استعمال جو شخص بھی زبانی یا تحریری طور پر الفاظ کے ذریعہ یا کسی نظر آنے والی شے کے ذریعہ یا کسی خفیہ کنایہ والی

بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر تہمت۔ طعن یا درپردہ تحریف کے ذریعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ (ام المؤمنین) یا خاندان کے ارکان (اہل بیت) یا خلفاء (خلفائے راشدین) یا ساتھیوں (صحابہ) کے مقدس ناموں کی

تضحیک یا توہین کرے گا ۔ اس کو تین سال تک کی قید یا قید با مشقت یا جرمانہ دونوں سزائیں دی جائیں گی ۔

مرزا غلام احمد کے انکشافات وحی

خدا تعالیٰ

(۱) میں نے "ایک کشف میں، میں نے دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور خیال اور کوئی عمل نہیں رہا۔" الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔"

(کتاب البریہ (صفحات ۱۰۳-۱۰۴)

(۲) ۔ مرزا کا کہنا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ان پر الہام کیا کہ "تو مجھ بمنزلہ میرے فرزند کے ہے ۔"

(حقیقت الوحی (صفحہ ۸۶)

(۳) ۔ وہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں ۔

"خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔"

(۴) ۔ خدا تعالےٰ عبادت کرتا ہے ۔ روزے رکھتا ہے ۔ وہ سوتا ہے اور جاگتا ہے "

(البشریٰ (صفحہ ۷۹ ۔ جلد ۲)

(۵) خدا تعالیٰ کبھی خطا بھی کرتے ہیں ۔

(حقیقت الوحی (صفحہ ۱۰۳)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) "میں محمد رسول اللہ ہوں ۔ خدا تعالےٰ نے کہا ہے ۔"

ایک غلطی کا ازالہ ۔ غلام احمد ۔

الفضل ۔ قادیان مورخہ ۱۵ ر جولائی ۱۹۱۵ء ۔

(۲) ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا کئے تھے کسی کو بہت اور کسی کو کم ۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے ۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا ۔

(کلمۃ الفصل (صفحہ ۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۳) "رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے ۔ چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا!

(اعجاز احمدی ۔ صفحہ ۷۱ ر مصنفہ غلام احمد قادیانی)

(۴) "میں آدم ہوں ۔ میں احمد مختار ہوں ۔ میں اور بھی بہت کچھ ہوں۔"

(۵) تریاق القلوب کے صفحہ ۵ پر

"میں عیسیٰ ہوں ۔ میں موسیٰ ہوں ۔ میں محمد اور احمد ہوں ۔ میں منتخب کیا گیا ہوں۔"

(۶) مرزا کے ایک معتقد قاضی محمد ظہور دین اکمل مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے ۔

"محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۔ غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

مرزا نے ان اشعار کی تعریف کی اور شاعر کو خراج تحسین پیش کیا ۔ یہ اشعار بدر میں شائع کئے جا چکے ہیں ۔

اخبار بدر نمبر ۴۳ جلد ۲ ۔ صفحہ ۱۴ ۔
۲۵ ر اکتوبر ۱۹۰۶ء

انبیاء

(۱) فارسی زبان میں اشعار ۔

میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور وہ ایسی ہی پاک وحی ہے ۔ جیسے دوسرے نبیوں پر نازل ہوتی رہی اور یہ وحی قرآن مجید کی طرح ۔ خدا کا کلام اور خطاؤں سے پاک اور منزہ ہے ۔ اور جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید پر یقین تھا اسی طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور جو شخص اس وحی کو جھٹلاتا ہے وہ یقینی لعنتی ہے ۔ نزول المسیح صـ ۹۹

آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا

حقیقت الوحی صـ ۸۹ ۔

(۳) نزول المسیح کے صفحات ۸۲-۸۴ پر وہ لکھتے ہیں ۔ "گذشتہ نبیوں کے بہت نسبت (متعلق) زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں ۔ (وہ سب اس وقت محض بطور قصے اور کہانیوں کے ہیں ۔ لیکن میرے معجزے لوگوں کی نظروں کے سامنے ہیں جو ان کو دیکھ سکتے

نیچیسر

ہیں۔ ہندوؤں کے پاس بہت سے قصے تھے۔ کسی کہانی کو پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسے خوشبو کے مقابلہ میں گوبر کا پیش کرنا ہے۔"

(۴) "یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں پر ان کے کسی پوشیدہ گناہ کے سبب یہ ابتلا آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے رہے ان راہوں سے وہ نبی نہیں آئے، بلکہ چور کی طرح کسی اور راہ سے آگئے۔"

نزول مسیح (صفحہ ۳۵)

خدا تعالیٰ نے مجھے عام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام ور میری طرف منسوب کئے ہیں۔

(۵) میں آدم۔ شیث۔ نوح۔ ابراہیم۔ اسحاق۔ اسماعیل یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ داؤد۔ عیسیٰ ظلی طور پر محمدؐ اور احمد ہوں۔"

حقیقت الوحی ص۲۲

مندرجہ بالا انبیاء کے متعلق مرزا کہتا ہے۔

آدم

آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح اس لئے آیا کہ ان کو دار فنا کی طرف لوٹائے اور ان میں سے اختلاف مخاصمت تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے۔

ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص۱

نوح

میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلایا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔

(تتمہ حقیقت الوحی (صفحہ ۱۳۷)

خدا نے میرے لئے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ ان امتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں۔

دعوات حق حقیقت الوحی میں (صفحہ ۷)

> مرزا غلام احمد کو سیالکوٹ کی ایک عدالت میں ملازمت مل گئی اور وہ وہاں چار سال تک رہے۔

یوسف

"میر یوسف اسرائیل کے یوسف سے بہتر ہے اس لئے کہ مجھے قید میں نہیں ڈالا گیا گو کہ میں نے اس کے لئے دعا کی تھی۔ میری تصدیق خود خدائے تعالیٰ نے کی جبکہ یوسف کی تصدیق اس کی رہائی کے لئے ایک شخص نے کی۔"

(براہین احمدیہ حصہ ۵)

موسیٰ

حضرت موسیٰ کی توریت میں پیشگوئی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک کے شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں۔ پہنچائیں گے۔ مگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔

حقیقت الوحی (صفحہ ۱۷۷)

عیسیٰ

(۱) "مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ، پیو، شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا

(مکتوبات احمدیہ۔ جلد ۳) صفحہ ۲۱ تا ۲۴

(۲) "حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (بڑھئی) کا کام بھی کرتے رہتے ہیں۔

ازالہ اوہام (صفحہ ۱۲۷)

(۳) ہاں۔ عیسیٰ لوگوں کو نام دھرنے اور بیہودہ باتیں کرنے کے عادی تھے۔ وہ تنگ مزاج تھے اور اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتے تھے۔"

(انجام آتھم (صفحہ ۷)

(۴) "اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توراۃ کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا

(۵) عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا اور یا اس استاد کی شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا بہر حال آپ علمی

فیچر

مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا

اس دعوے سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو گیا۔

اور عمل قوی میں بہت کچے تھے اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے چلے گئے۔

ضمیمہ انجام آتھم (صفحہ ۲۹۰)

(۶) آپ (حضرت عیسیٰ) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ دادیاں اور نانیاں آپ زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہو گی آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

انجام آتھم صفحہ ۲۹۱)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

دافع البلاء

حضرت ابو بکر

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درجہ پر ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔

(اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۱۱)

حضرت علی

" پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو دو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی (مرزا صاحب) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو" اور مردہ علی (حضرت علی رض) کی تلاش کرتے ہو" ملفوظات احمدیہ صفحہ ۱۳۱ ج ۱۔

حضرت حسین

(۱) "میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلم کھلا اور ظاہر ہے"

ضمیمہ نزول مسیح (صفحہ نمبر ۸۱)

(۲) کربلا ہر وقت میری سیر گاہ ہے۔ سو حسین میرے گریبان میں ہیں۔ (نزول المسیح صفحہ ۹۹)

(۳) اس کا کہنا ہے کہ وہ حسن اور حسین سے بہتر ہے۔ ہاں وہ بہتر ہے۔ خدا تعالیٰ جلد ظاہر کر دیگا"

(اعجاز احمدی کا صفحہ ۷۷)

یہ تمام خرافات پڑھنے کے بعد کون شخص ایسا ہے جو مرزا غلام احمد کو کافر نہیں کہے گا۔ یہ تحریریں عام مسلمانوں اور علماء کو مشتعل کرنے کے لئے کافی ہیں اسلئے کہ ان اعلانات اور تحریروں کے تباہ کن اثرات کا انہیں علم ہے۔

قادیانی ہر شخص کو جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے کافر کہتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح یہودی اور عیسائی ان کے نزدیک کافر ہیں۔ اس بارے میں ان کا عقیدہ نہایت واضح ہے۔ مرزا بشیر الدین نے مرزا غلام احمد کے ایک خط کا حوالہ دیا ہے۔

"خدا تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس نے میری باتیں سنیں اور مجھے نبی تسلیم نہیں کیا کافر ہے۔

مرزا رفیع کے مرزا ناصر احمد سے اختلافات

آنجہانی مرزا ناصر احمد کی جانشینی کے معاملہ میں بنیادی اختلاف صرف جماعت کی دو بڑی شخصیتوں کے درمیان ہی نہیں ہے بلکہ نظریہ کا فرق ہے جو کہ چوتھے خلیفہ کے انتخاب کے معاملہ میں اختیار کیا گیا۔ مرزا رفیع احمد کے کہنے کے مطابق ایک کروڑ سے زائد احمدیوں کو نہ کہ مجلس انتخاب کمیٹی کے ۲۰۰ ارکان کو خلیفہ کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ یہ انتخاب بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ضلع وار ہونا چاہیئے اور ووٹ دینے والے احمدیوں کو ربوہ میں موجود ہونا چاہیئے۔

جب کلمہ شریف کے تبدیل کرنے کے متعلق مرزا رفیع احمد سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ مرزا ناصر احمد اور مرزا طاہر احمد کی سازش ہے جس نے خدا تعالیٰ کی آخری کتاب کو غیر قانونی قرار دیئے جانے میں مدد دی۔ ان سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ جہاں تک کلمہ شریف میں تبدیلی کا تعلق ہے اس کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ ۱۹۰۰ء

فیچر

میں جب مرزا ناصر احمد یورپی ممالک کے دورہ پر گئے تھے تو انہیں اس امر کا انکشاف ہوا تھا کہ سمندر کی لہریں لاالٰہ الااللہ پڑھتی ہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ اور کوئی خدا نہیں ہے)۔

اس لئے یورپ کے دورہ سے واپسی پر انہوں نے حکم دیا کہ کلمہ شریف کا صرف پہلا حصہ پڑھا جائے اور دوسرا حصہ قطعی طور پر نہ پڑھا جائے۔ انہوں نے یہ بھی حکم دیا کہ کلمہ شریف کے تمام کتبے ملک کے تمام دفاتر سے ہٹا دیئے جائیں سوائے ان کتبوں کے۔ جو ربوہ کے دفاتر پر لگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ قصر خلافت میں واقع مسجد میں "للہ ما فی السموات وما فی الارض" کا ایک کتبہ بجائے کلمہ شریف کے کتبہ کے دیکھا گیا۔ قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ نے جو بیعت کا فارم تمام احمدیوں کو بھیجا ہے۔ اس میں کلمہ شریف تحریر نہیں ہے۔ مسلمانوں کے عام عقیدہ کے مطابق لفظ "حضور" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ قادیانیوں کو آئین میں ترمیم کے ذریعہ اور پھر ۱۹۸۴ء کے صدارتی حکم کے ذریعہ غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اس لئے مرزا طاہر احمد نے بیعت ان عقائد کی بنیاد پر لینا چاہی ہے جو "مسیح موعود" مرزا غلام قادیانی نے وضع کئے تھے۔ یہ بات ہمارے آخری نبی اور ان کے خلفاء کی بے حرمتی کا باعث ہے۔

اپنے آپ کو امیر المومنینؓ خلیفۃ المسیح الرابع بنا کر انہوں نے خلفائے راشدین کی بے حرمتی کی ہے جس سے پاکستان کے تمام مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھے ہیں اور یہ واضح طور پر آئین کی خلاف ورزی ہے۔

مرزا غلام احمد۔ انگریزوں کا بویا ہوا بیج

جنگ پلاسی سے لے کر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک کی صدی ہندوستان میں انگریزوں کی کامیابی کی صدی ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں کو یا تو سازشوں کے ذریعہ اور یا قوت کے ذریعہ اپنا مطیع و فرمانبردار کرنا چاہا۔ لیکن مسلمانوں نے باوجود شکستوں کے اس ظلم و ستم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس لئے کہ وہ انگریزوں کو غاصب سمجھتے تھے جو مسلمانوں کو غلام بنانا چاہتے تھے۔ اسلام اور غلامی میں قطعاً موافقت نہیں ہے۔ مسلمانوں کو آزادی سے محبت تھی اور وہ اس آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتے تھے۔ انگریزوں کا خیال تھا کہ بار بار کی شکستوں سے مسلمانوں میں جہاد کا ولولہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن انہوں نے اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کر کے اپنی اس غلطی کو محسوس کر لیا۔ پس انہوں نے مسلمانوں میں ایک ایسا فرقہ پیدا کرنے میں اپنی ذہانت صرف کی جو جہاد کی مذمت کرے۔ انہیں غلام احمد کی ذات میں ایسا شخص ملا جس کی انہیں تلاش تھی۔ مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت کا دعویٰ ایسے وقت کیا جب مسلمان اپنی بقا کے لئے جنگ کر رہے تھے۔ مرزا نے انگریزوں کے لئے وہی کچھ کیا جو میر جعفر اور صادق نے لارڈ کلائیو کے لئے کیا تھا۔ سیاسی فوائد حاصل کرنے کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کو مذہبی سطح پر بھی شکست دینے کی سازش کی۔ انہیں ایک ایسے شخص کی تلاش تھی جو مسلمانوں کو گمراہ کر سکے اور بجائے مکہ اور مدینہ کے ان کی توجہ قادیان کی جانب کر دے تاکہ مسلمان ایک مرکز سے محروم ہو جائیں۔ اگر ہم قادیانی تحریک کا اس کے مذہبی تناظر میں جائزہ لیں تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ وہ جہاد کی سخت مخالف ہے۔ یہی محور ہے جس کے گرد سارے قادیانی عقائد اور ان کی سیاست گردش کرتی ہے۔

انگریزوں نے اس تحریک کی حمایت کی اور مرزا غلام احمد ان کے ہاتھوں میں محض ایک کھلونا تھے۔ اپنے مالکوں کی ہدایت کے تحت قادیانیوں نے بڑے مذہبی جوش کے ساتھ جہاد کے خلاف ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں تبلیغ کی۔ جہاد کے خلاف تبلیغ کے علاوہ قادیانیوں نے انگریزوں کے لئے جاسوسی کا کام بھی انجام دیا۔ ایک وحی کی بنیاد پر مرزا غلام احمد نے جہاد کو حرام قرار دیا۔ مرزا اور ان کے جانشینوں نے انگلستان کی ملکہ کو تعریفی خطوط لکھے اور ہندوستان میں انگریزی راج کو خدا تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت قرار دیا۔

روزنامہ الفضل لاہور نے حال ہی میں مرزا طاہر احمد کا ایک پیغام جماعت کے ارکان کے نام شائع کیا ہے جس میں انہیں "خلیفۃ المسیح" اور "عبدہ المسیح الموعود" کہا گیا ہے۔ یہ پاکستان کے آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

احمدیہ کے سربراہ کا لڑکا اور
آٹھ دوسرے افراد گرفتار

انٹر سروسز پبلک ریلیشنز ڈائرکٹریٹ کے ایک پریس نوٹ کے مطابق لاہور میں مارشل لاء اتھارٹیز نے ۹ افراد کو مارشل لاء قوانین و احکامات کی خلاف ورزی کرنے پر گرفتار کر لیا ہے۔

پریس نوٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ دو گرفتار کئے جانے والوں میں تعلیم الاسلام کالج لاہور کے پرنسپل مرزا ناصر احمد شامل ہیں۔ وہ احمدیہ جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین احمد کے لڑکے ہیں۔ مرزا غلام احمد کے لڑکے مرزا شریف احمد اور مرزا مظفر احمد جن کا تعلق رتن باغ لاہور سے ہے گرفتار کئے جانے والوں میں ہیں۔

باقی صفحہ ۵ پر

نزولِ عیسیٰ ؑ تمام صحابہ کرام ؓ کا اجماعی عقیدہ ہے

قسط نمبر ۲

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی سیر حاصل تحریر

صحابہ کرام کا اجماعی عقیدہ

جس عقیدے پر خدا تعالیٰ کا عہد ہو، جس کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام قائل ہوں اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں ارشاد فرمایا ہو ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا، چنانچہ اس رسالہ کے حصہ دوم نکتہ ہفتم میں تیس صحابہ کرام ؓ کے اسمائے گرامی درج ہیں جن سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت منقول ہے۔ یہاں حضرات صحابہ کرام ؓ کا مذہب نقل کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

الف: مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۸ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد نامی ایک یہودی لڑکے کے حالات کی تحقیق کے لیے کئی مرتبہ تشریف لے گئے۔ حضرات ابوبکر و عمر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ تھی۔ ابن صیاد کی گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

ائذن لی فاقتلہ یارسول اللہ۔	"یارسول اللہ! اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر دوں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان یکن ھو فلست صاحبہ: انما صاحبہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام:	اگر یہ وہی کانا دجال ہے تو اس کے قاتل تم نہیں۔ اس کے قاتل تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔

٭ ٭ ٭

حافظ نور الدین ہیثمی مجمع الزوائد ص ۳۔۴ ج ۸ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اخرجہ احمد ورجالہ رجال الصحیح	اس حدیث کو امام احمد نے (مسند میں) روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

٭ ٭ ٭

اس حدیث صحیح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات ابوبکر و عمر اور مہاجرین و انصار کا عقیدہ واضح ہو جاتا ہے کہ دجال جب نکلے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔

ب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا سانحہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے جس قدر صبر آزما تھا اس کا اندازہ ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بعض کھڑے کے کھڑے رہ گئے، وہ بیٹھ نہیں سکے اور بعض جو بیٹھے تھے ان میں اٹھنے کی سکت نہیں تھی۔ بعض کی گویائی جواب دے گئی۔ بعض از خود رفتہ ہو گئے۔ ادھر منافقوں نے یہ پراپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ اگر آپ اللہ کے سچے رسول ہوتے تو آپ کی وفات کیوں ہوتی۔ آپ کی وفات کی خبر سن کر اسی ربودگی و بیقراری کی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا:

من قال ان محمداً مات قتلتہ بسیفی ھذا وانما رفع الی السماء کما رفع عیسیٰ بن مریم علیہ السلام	جو شخص یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ میں اسے اپنی اس تلوار سے قتل کر دوں گا۔ آپ تو اسی طرح آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھا لیے گئے تھے۔

(الملل والنحل عبدالکریم شہرستانی برحاشیہ کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل ابن حزم ص ۲۱ ج ۱)

اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا:

حیات عیسیٰؑ

ان رجالاً من المنافقین یزعمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد توفی۔ وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ما مات ولکنہ ذھب الی ربہ کما ذھب موسیٰ بن عمران فقد غاب عن قومہ اربعین لیلۃ ثم رجع الی قومہ بعد ان قیل قد مات۔ واللہ لیرجعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما رجع موسیٰ فلیقطعن ایدی رجال وارجلھم زعموا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ قد مات۔

کچھ منافق یہ اڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ حالانکہ بخدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی بلکہ آپ اسی طرح اپنے رب کی طرف گئے ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام گئے تھے۔ وہ اپنی قوم سے چالیس دن تک غائب رہے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے۔ جب کہ ان کی وفات کی خبر اڑا دی گئی تھی۔ بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح واپس لوٹ آئیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو یہ اڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے۔

سیرت ابن ہشام برحاشیہ
الروض الانف ج ۲ ص ۳۷۲

اس موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصال نبوی کو دو واقعات کے ساتھ تشبیہ دی۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا۔ دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن کے لیے کوہ طور پر تشریف لے جانا۔ اور تشبیہ اسی چیز کے ساتھ دیا کرتی ہے جو معروف و مسلم ہو۔ چونکہ یہ دونوں واقعات قرآن کریم میں مذکور ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک بالاتفاق معروف و مسلم تھے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو مشبہ بہ کے طور پر پیش کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تشبیہ کو غلط ٹھہرائے بغیر اعلان فرمایا:۔

یا ایھا الناس من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔

لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں کبھی نہیں مریں گے۔

اور اس خطبہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد آیات پڑھیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ موت نبوت کے منافی نہیں۔ اس میں ایک طرف ان منافقین کا رد تھا جو وصال نبوی کو نفی نبوت کی دلیل ٹھہرا رہے تھے۔ اور دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تشبیہ کے غلط ہونے کی تصریح کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اس لیے "اس موقعہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کی مثال دینا بھی صحیح نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کی مثال پیش کرنا بھی بے محل ہے مگر چونکہ یہ دونوں واقعے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشبہ بہ کے طور پر پیش کیا تھا بالکل صحیح اور برحق تھے۔ اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں واقعات کی نفی نہیں فرمائی اور نہ حضرت الو کسی صحابی نے ان کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ حدیث وتفسیر اور تاریخ وسیر کے پورے ذخیرے میں کسی ایک صحابی سے ایک روایت بھی اس مضمون کی منقول نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے نہیں گئے۔ یا یہ کہ ان کی وفات ہو چکی ہے۔ یہ امر اس کی واضح ترین دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا تمام صحابہ کرامؓ کو مسلم تھا۔ اور یہ نہ صرف حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بلکہ تمام کرام کا اجماعی عقیدہ تھا

ج:۔ اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گزر چکا ہے کہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ادھر خروج دجال کی حدیث خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال الدجال یخرج من ارض بالمشرق یقال لہ خراسان یتبعہ اقوام کان وجوھھم المجان المطرقۃ۔
(ترمذی۔ باب ما جاء من این یخرج الدجال)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ دجال مشرق کی سرزمین سے نکلے گا جس کو خراسان کہا جاتا ہے اس کی پیروہ قومیں ہوں گی جن کے چہرے چپٹے ہوں گے گویا وہ تہ بہ تہ ڈھالیں ہیں۔

اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ دجال کے نکلنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہو کر اس کو قتل کرنے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرامؓ

کا اتفاق تھا۔

د :- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "ازالۃ الخفاء" (فارسی صہ ۱۶۷ ج ۲ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مکاتبات میں حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے تین سو صحابہؓ کی معیت میں غزوہ حلوان کے لیے جانے اور وہاں زریب بن برثملا حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہونے کا واقعہ لکھا ہے۔

اس حدیث میں زریب بن برثملا کا یہ قول نقل کیا ہے:

انا زریب بن برثملا وصی العبد الصالح عیسیٰ بن مریم اسکننی ھذا الجبل ودعالی بطول البقاء الی حین نزولہ من السماء۔	میں زریب بن برثملا عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہوں آپ نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے اور ان کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت تک میرے لیے طول عمری کی دعا فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس قول کی تکذیب نہیں فرمائی۔ بلکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو چار ہزار مہاجرین وانصار کی معیت میں وہاں جانیکا حکم دیا اور زریب بن برثملا کے نام اپنا سلام بھجوایا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت سعد بن ابی وقاص اور چار ہزار مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے۔

ہ :- حافظ ابن کثیرؒ نے "نہایۃ البدایہ والنہایہ" ج ۱ ص ۱۵۰ میں دجال کے بارے میں (بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ عن سفیان بن عیینہ عن الزہری عن سالم عن ابیہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

ولد یھودیا یقتلہ ابن مریم بباب لد	دجال یہودی پیدا کیا گیا تاکہ اسے عیسیٰ علیہ السلام باب لُد پر قتل کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ:

یقتل اللہ الدجال بالشام علی عقبۃ یقال لہا عقبۃ افیق لثلاث ساعات یمضین من النہار علی ید عیسیٰ بن مریم۔	اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال کو قتل کرے گا، ملک شام میں تین گھڑی دن چڑھے، ایک گھاٹی پر جس کو افیق کی گھاٹی کہا جاتا ہے۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۷ - حدیث ۲۹۹۸)

سولہ صحابہؓ کا عقیدہ

امام ترمذیؒ نے "باب ما جاء فی قتل عیسیٰ بن مریم الدجال" میں حضرت مجمع بن جاریہؓ کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقتل ابن مریم الدجال بباب لُد	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لُد پر قتل کریں گے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

وفی الباب عن عمرانؓ بن حصین ونافعؓ بن عتبۃ وابی برزۃؓ وحذیفۃؓ بن اسید وابی ھریرۃؓ وکیسانؓ وعثمانؓ بن ابی العاص وجابرؓ وابی امامۃؓ وابن مسعودؓ وعبدؓ بن عمرو وسمرۃؓ بن جندب والنواسؓ بن سمعان وعمروؓ بن عوف وحذیفۃؓ بن الیمان۔ ھذا حدیث صحیح۔

یعنی مجمع بن جاریہؓ کی حدیث صحیح ہے اور اس کے علاوہ اس موضوع پر کہ حضرت عیسیٰ السلام دجال کو باب لُد پر قتل کریں گے مزید پندرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے احادیث مروی ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ:- افادات عارفی

فرمایا:- محض اتباع کی نیت کرلو اور کوئی مقصود پیش نظر نہ رکھو انشاء اللہ تمام مقاصد جتنے بھی ہیں سب خود بخود حاصل ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر ادا کو محفوظ فرمالیا ہے اگر کوئی بے خیالی میں بھی اتباع کرلے گا تو بھی اسے ثواب ملے گا۔ مثال کے طور پر اپنے عزیز دوستوں میں ایک مریض ہے، ہم بے تکلفانہ طور پر اس کو پوچھنے چلے گئے نہ سنت کی نیت کی اور نہ ہی اتباع کی۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کیونکہ عمل اتباع کے مطابق ہوگیا، چاہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو ثواب ضرور ملے گا۔

شخصیت

نیر ولایت۔ آفتاب ھدایت۔ وارث رسالت۔ شہباز خطابت ختم نبوت امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تحریر:۔ محمد نعیم ترین کوئٹہ

نیر ولایت، آفتاب ہدایت، وارث رسالت، شہباز خطابت، صاحب فراست مجاہد ختم نبوت، نور رسائیل مرزائیت، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اور اپنی بے مثال خطابت سے پاک و ہند میں وہ مقام حاصل کیا جو آج تک کسی نے حاصل نہیں کیا۔ آپ نے بے سروسامانی کی حالت میں اور وسائل کے بغیر برطانوی حکومت سے ٹکر لی۔ عوام میں آزادی کی روح پھونکی دار و رسن سے انہیں کوئی خوف نہیں تھا

شاہ جی کی پوری زندگی بے باکی اور جدوجہد کی زندگی تھی انہیں زندگی کے جس مرحلے میں دیکھا یہی محسوس ہوا۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

شاہ جی کی طرح کے لوگوں کے متعلق اکثر بیشتر سنت اللہ یہی رہی ہے کہ جب تک وہ بند غم یعنی قید حیات میں رہے ان کی ناقدری کی گئی لیکن جب وہ رحمت الٰہی سے جا ملے تو لوگوں نے ان کی جدائی میں آنسو بہائے رنج و غم کے عظیم مظاہرے کئے ان کی قبر پہ مرجع خلائق بن گئی، پھر پروانہ جلانے اور صدائے بلبل سنائی دینے کے سامان کئے گئے۔

اسے ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

شاہ جی ؒ کے ملفوظات، برجستہ جوابات اور ان کی شخصیت کے متعلق علماء و صلحاء اور شعراء کے بیانات و تاثرات آپ کے سامنے ہیں، ان میں ان حضرات کی آراء بھی ہیں جن کی اپنی سوانح اور ملفوظات قلمبند ہیں ظاہر ہے کہ یہ اظہار عقیدت کسی ایک فرد ایک گروہ یا ایک مسلک کا نہیں پوری قوم کی ایک مجموعی آواز ہے۔

ع کہتے ہیں تجھے لوگ نابغہ کیا کیا ۔
ایک دنیا جسے خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

نمبر۱۔ ان کی باتیں معارف الٰہی ہوتی ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ

نمبر۲۔ قادیانیوں کے خلاف ان کی ایک تقریر ہماری پوری تصنیف سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ

نمبر۳۔ ان کا دل صرف اسلام کے لیے دھڑکتا ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی ؒ

نمبر۴۔ وہ کسی ایک کے نہیں سب کے ہیں وہ اسلام کی مشین ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ

نمبر۵۔ وہ ولی کامل اور اسلام کی برہنہ شمشیر ہیں جب تک وہ زندہ ہیں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ مولانا احمد علی لاہوری ؒ

نمبر۶۔ ملک و ملت کا ہر گوشہ ان کا شکر گذار ہے مولانا ابوالکلام آزاد ؒ

نمبر۷۔ شاہ جی اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں علامہ اقبال ؒ

نمبر۸۔ شاہ جی مقرر نہیں ساحر ہیں۔ تقریر جادو کرتے ہیں۔ مولانا محمد علی جوہر ؒ

نمبر۹۔ بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں مولانا ظفر علی خان ؒ

نمبر۱۰۔ کاش میں اس شخص کو مسلم لیگ میں لا سکتا اگر یہ میرے ساتھ ہوتا تو چھ ماہ کے اندر ملک میں انقلاب برپا کر دوں۔ نواب بہادر یار جنگ ؒ

نمبر۱۱۔ شاہ جی بولتے نہیں موتی رولتے ہیں۔ مولانا شوکت علی ؒ

نمبر۱۲۔ بخاری مرحوم جیسا اسلام کا شیدائی دنیا میں پیدا ہونا مشکل ہے۔

مولانا داؤد غزنویؒ

نمبر۱۲۔ وہ باغ و چمن سے اٹھے اور دار و رسن سے گذرے۔ سردار عبدالرب نشترؒ

نمبر۱۳۔ وہ فن خطابت کے امام تھے ان کی موت سے اس محفل کے جو چراغ گل ہوگئے ہیں اب وہ ہمیشہ روشنی کو ترستے رہیں گے۔ شیخ حسام الدینؒ

نمبر۱۴۔ ان کی زندگی کے روشن نقوش نہ صرف تاریخ کے صفحات بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کے دماغوں پر مل سکتے ہیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

نمبر۱۵۔ وہ خطابت کے شہسوار ہیں۔ مولانا حسرت موہانیؒ

نمبر۱۶۔ انہیں دیکھ کر قرون اولیٰ کے مسلمان یاد آتے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی دہلویؒ

نمبر۱۷۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ (قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ)

نمبر۱۸۔ ان کی پاکیزہ و نورانی صورت ان کی پاکیزہ سیرت کی ترجمانی تھی۔

مولانا قاری محمد طیب دامت برکاتہم دیوبند

نمبر۱۹۔ ان کی موت سارے عالم اسلام کے لیے نقصان عظیم ہے۔ مولانا احتشام الحق تھانویؒ

نمبر۲۰۔ ان کی موت سے علماء کی صف میں پیدا ہونے والا خلا مدتوں پر نہ ہوگا۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

نمبر۲۱۔ ایک ایسی شخصیت تھے جس نے ایسا کام کیا جو ایک صدی میں ایک ادارہ سے بمشکل ہو سکتا ہے۔ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

نمبر۲۲۔ وہ اپنے دور میں سب سے بڑے خطیب تھے۔

(ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

نمبر۲۳۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے وفادار تھے۔

مولانا محمد منظور نعمانی لکھنؤ بھارت

نمبر۲۴۔ وہ فقر و استغنا کے پہاڑ تھے۔ (مولانا محمد علی جالندھریؒ)

نمبر۲۵۔ اسلام اور آزادی پر دل و جان سے قربان ہو جانا ان کی زندگی کا منشا تھا۔

علامہ علاؤ الدینؒ

نمبر۲۶۔ وہ علم و ادب فکر و دانش سیاست و تدبر کی محفلوں کا چراغ تھے۔

ماسٹر تاج الدین انصاریؒ

نمبر۲۷۔ وہ حقیقتاً فنا فی الرسول تھے۔ مظفر علی شمسی

نمبر۲۸۔ وہ برطانوی سامراج کے خلاف طویل جنگ کے عظیم رہنما تھے (شیخ حسام الدینؒ) (کراچی)

نمبر۲۹۔ ان کا برطانوی استعمار کے خلاف جنگ آزادی میں بہت بڑا حصہ ہے۔

حافظ حبیب اللہ خان وائس چیئرمین

نمبر۳۰۔ ان کے معرکوں کی گونج تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ سنی جائے گی۔

ملک محمد اسلم حیات ایڈووکیٹ

نمبر۳۱۔ ان کے وجود کی اہمیت اور معنویت کا ذرہ ذرہ اسلامیت سے سرشار تھا۔

مولانا غلام رسول مہرؒ

نمبر۳۲۔ وہ واقعی عظیم اشخاص میں سے تھے جن کی ہستی کی ترکیب و تعمیر میں قدرت کے غیر معمولی قوانین نے کارفرمائی کی۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ

نمبر۳۳۔ شاہ جی اپنی تقریروں کے ذریعہ عبادت فرمالیتے ہیں۔ (حضرت رائے پوریؒ)

نمبر۳۴۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان نے جس نصب العین کو سامنے رکھ کر جدوجہد شروع کی تھی شاہ صاحب نے ان کو سرانجام دینے میں اپنی ساری عمر صرف کر دی۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ

نمبر۳۵۔ شاہ صاحب اسلام اور پاکستان کی زبردست دولت تھے۔ (مولانا عبداللہ درخواستیؒ)

نمبر۳۶۔ شاہ جی اپنے ظاہری و باطنی کمالات میں بے نظیر تھے (مولانا خیر محمد جالندھریؒ)

نمبر۳۷۔ شاہ جی کا وجود عالم اسلام کے لیے بالعموم اور مسلمانان پاکستان کے لیے بالخصوص رحمت تھا۔ مولانا مفتی محمودؒ

نمبر۳۸۔ شاہ جی پر ہمارے شیخ حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ کی خاص نظر عنایت تھی۔ علامہ شمس الحق افغانی

نمبر۳۹۔ ان کے بے داغ اور بے لوث خدمت و خلوص کی قسمیں صدیوں بعد کھائی جاتی رہیں گی۔ احمد ندیم قاسمی

نمبر۴۰۔ ایک فقیر جس کے دامن میں اللہ کے خوف اور رسولؐ کے عشق کے سوا کچھ نہ تھا جس کو ہمیشہ زنجیروں نے سلام کیا۔ حافظ علی بہادر ایڈیٹر دور جدید بمبئی بھارت

نمبر۴۱۔ جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم مولانا عبدالرحمٰن میانوی

نمبر۴۲۔ انکی کل مجالس ہر دو خطابت کے لیے اور ان کی خطابت عشق رسول کے لیے تھی۔

مولانا تاج محمود

نمبر۴۳۔ وہ جنگ آزادی اور اسلام کے زبردست مجاہد تھے۔

محمد ایوب خان مرحوم سابق صدر پاکستان

نمبر۴۴۔ ان کا چلن زندگی کے سفر میں چراغ راہ کی حیثیت رکھتا ہے محمود علی قصوریؒ

نمبر۴۵۔ ان کی سیاسی بصیرت کے علاوہ ان کی دینی علمی اور ادبی بصیرت کی مثال دنیا کے کسی انسان میں نہیں مل سکتی۔ مولانا مظہر علی اظہر

نمبر۴۶۔ پاک و ہند کی تاریخ آزادی میں ان کی زندگی ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا کوثر نیازی

نمبر۴۷۔ شاہ جیؒ اخوت کا پیکر لگن کا ضمیر تھا۔ عبدالمجید عدم

نمبر۴۸۔ کرے گی ناز تجھ پہ حشر تک تاریخ انسانی (انور صابری دیوبند بھارت)

نمبر۲۔ شاہ جی کا جنون دانش کا بدل تھا (علامہ عبداللطیف انور)

نمبر۲۳۔ تجھ سے پہلے عام کہاں تھی دار و رسن کی بات (فقیر افضل جعفری)

نمبر۲۴۔ وہ لیلائے حریت کی تلاش میں سیاست کی پرخار وادیوں میں دیوانہ وار معروف رہا۔ (حبیب جالب)

نمبر۲۵۔ میں ان کی سادگی اور ان کی خطابت کا قلب و جگر سے معترف ہوں۔ (میاں محمد شفیع)

نمبر۲۶۔ جیسے خورشید کوئی اس کے گریباں میں ہے۔ (سید امین گیلانی شاعر ختم نبوت)

نمبر۲۷۔ تیرے قدموں میں رہا تاج فرنگی کا زنار (جانباز مرزا)

نمبر۲۸۔ وہ ان چند بے خوف شخصیتوں میں سے ہیں جن کے لیے میرا دل ہمیشہ بے پناہ احترام کے جذبات سے معمور رہا (لالہ بھیم سین سچر)

نمبر۲۹۔ وہ تاریخ آزادی کے ایک بہادر، نڈر، بے باک اور حق گو شخصیت کے مالک تھے۔ (دیوان سنگھ مفتون بھارت)

نمبر۳۰۔ شاہ جی آگ میں جو دشمنوں کے نشیمن پھونکتی ہے۔ (مہاتما گاندھی جی)

شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ شعراء کی نظر میں۔

علامہ اقبالؒ

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرۂ نیساں ہے زندانِ صدف سے ارجمند
مشک اذفر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند
ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند
شہپر زاغ و زغن در بند قید و صید نیست
ایں سعادت قسمت شہباز و شاہیں کردہ اند

یہ نظم علامہ اقبال نے ۱۹۲۱ء میں لکھی تھی جب تحریک خلافت شباب پر تھی اور شاہ صاحب تین سال کے لیے زندانِ فرنگ میں اسیر و محبوس کر دیئے گئے تھے۔ (اقبال کے لدوح علاوہ امام)

نمبر۱ مولانا ظفر علی خاں

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

خالد نعیمی

اے مجاہد! اے خطیبِ روزگار
اے جہانِ آگہی کے تاجدار
اے ملکِ پیکرِ حسن و وفا
مرغزارِ زیست کے نغمہ سرا
اے مدبر! اے خطیبِ خوش بیاں
دینِ شاہِ انبیاء کے پاسباں
ساحری تھی یا کہ یہ اعجاز تھا
یا کوئی جذبہ تیرا دم ساز تھا،
کج کلاہانِ جہانِ اقتدار
اور میدانِ عداوت کے سوار،
کانپ جاتے تھے تیری تقریر سے
تھرتھراتے تھے تیری تکبیر سے،
مضمحل ہے اب جہانِ زندگی،
منتشر ہے کاروانِ زندگی
مضطرب ہیں زندگی کے شہسوار
زندگی اب ہے لباس تار تار
ہے برہنہ ہونے کو دنیائے دول
موجزن ہے کفر کی رگ رگ میں خون
آج باطل کی جنوں میں جوش ہے
آہ! اب نرگس لیے خاموش ہے

علامہ لطیف انور

وہ بخاری کہ تھا عطا حق کی
وہ بخاری کہ تھا صدا حق کی!!
جس کو باطل جھکا سکا نہ کبھی
جس کو باطل دبا سکا نہ کبھی
عشق دار و رسن سے بے پروا
نغمہ بر لب رہا یہاں کیا کیا
کتنی اونچی تھی جبر کی دیوار،
پھر بھی پیدا تھے صبر کے آثار
قید میں بھی رہا سدا آزاد
اس کا منہ تکتا تھا ہر اک شداد

سید عبدالمنان شاہد

اک پیکر وفا و محبت چلا گیا
اک آشنائے سرِ حقیقت چلا گیا
واحسرتا امیر شریعت چلا گیا
وہ نگہ دار، ختم نبوت چلا گیا
وہ غم گسار قوم وہ ملت کا چارہ ساز
وہ دوستوں کا دوست وہ مخلص وہ دلنواز
غیور و خوش نہاد و خوش اسلوب و ارجمند
سردار و سرفروش و سرفراز و سربلند!!
حق گو و حق شناس و حق اندیش و حق پسند
دائم رہا طریق عزیمت پہ کاربند
ملت کو اس نے عزم و عمل کا دیا سبق
اس کی کتاب زیست کا روشن ہے ہر ورق
اس کی نوا تھی یا جرس کاروان حق
باطل کا جس سے رنگ ہوا زرد و چہرہ فق

شخصیت

اس کی رگوں میں عشقِ پیمبر تھا موجزن
رشکِ شہنشہاں تھی فقیری میں اس کی ذات
باطل کو ہر محاذ پر ناکام کر گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں
یادوں میں کہکشاں کے دیئے جگمگائیں گے

... کے لبوں پہ صدقِ ابوذرؓ تھا ضوفگن
ملتے کہاں ہیں دہر میں اب ایسے خوش صفات
... کا جہاں میں بڑا نام کر گیا
وہ ... کا فن وہ سخن وہ فن کہاں
جب ... شاہ جی کے سخن یاد آئیں گے

انور صابری ؒ

خطیبِ اعظم اسلام فخرِ بزمِ ایمانی!
دلوں کا ذکر کیا روحوں کو گرماتی رہی برسوں
چراغِ محفلِ ختمِ رسالت بن کے چمکی ہے
جہادِ حریت میں رہبرانہ شان کے صدقے
محمدؐ کی غلامی تیرا تاجِ زندگانی تھی!
وقارِ بوذری تھا تیری درویشی کی رگ رگ میں
تیرے خوددار جذبوں کا مزاج عزم ہستی تھا
میری مجبوریوں کو دیکھ لے آزاد خو انسان
بہاروں میں بھی میرے دل کا غنچہ کھل نہیں سکتا

گلستانِ عرفاں متقی تیری جبیں نورِ پیشانی
فضاؤں میں تیرے الفاظ کے چہروں کی تابانی
تیری آنکھوں کے حجروں میں ضیائے شمعِ ربانی
کرے گی ناز تجھ پر حشر تک تاریخِ انسانی
ہمیشہ تو نے ٹھکرایا غرورِ تاجِ سلطانی
فقیرانہ اداؤں میں مزاجِ فقرِ سلمانی؛
عمل خاکۂ تکمیلِ دستورِ جہاں بانی
... نہیں سکتا ...
تیری راہوں پہ چل سکتا ہے ... نہیں سکتا

علامہ اقبالؒ اور مجلس احرار

وہی ہے بندۂ حر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ ضرب ہے جس کی تمام عیاری

ازل سے فطرتِ احرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کلہ داری

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
انہیں کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

نوٹ:-
مندرجہ بالا مضمون کے لیے بیس بڑے مسلمان، سوانح امیر شریعت از خان کابلی، امیر شریعت از شورش کاشمیری۔ خدام الدین اور ہفت روزہ لولاک سے اقتباسات لیے گئے ہیں۔

نوائے اخبار کا مراسلہ

اپنوں کے ستائے ہوئے کہاں جائیں

ہم لوگوں کا تعلق قادیان فرقہ سے ہے جب سے ہمارے امیر مرزا ناصر احمد وفات پاگئے ہیں تو ان کے بعد مرزا طاہر احمد کو امیر بنایا گیا ہے ہم لوگ مرزا رفیع احمد سے عقیدت رکھنے والوں میں سے ہیں جب کہ جماعت احمدیہ قادیان کی اکثریت مرزا رفیع احمد سے عقیدت رکھتی ہے جس دن امیر کا انتخاب ہونا تھا اس دن مرزا رفیع احمد کے گھر کے اردگرد سخت پہرہ لگا دیا گیا۔ ہم لوگ چھ سات آدمی مرزا رفیع کے گھر جانے لگے تھے ہمیں غنڈوں نے ڈرایا دھمکایا اور جان سے مار دینے کی دھمکی دی اور کہا کہ آپ لوگ مرزا رفیع کے گھر نہیں جا سکتے اگر آپ لوگ مرزا رفیع کے گھر گئے تو آپ کو ربوہ سے نکال دیا جائے گا۔ یہ سب کچھ ہمارے ساتھ اس لیے کیا گیا کہ ہم لوگ مرزا رفیع سے عقیدت رکھتے ہیں لہٰذا جب امیر کا انتخاب ہو گیا تو ہم لوگوں کے ساتھ انتہائی وحشیانہ سلوک کیا گیا اور اس وقت تک ہم لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے اور جان سے مار دینے کی دھمکی دی جا رہی ہے ہم لوگ سخت پریشان ہیں اور گھر سے نکل نہیں سکتے۔ ہمارے گھروں کے اردگرد ہر وقت چھ افراد پہرہ دیتے ہیں اور رات کو ہمارے گھروں کے آگے ڈنڈا لے پھرتے ہیں ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو ہراساں کرتے ہیں اور ربوہ کی انتظامیہ بھی اس معاملے میں خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے کیونکہ وہ بھی ربوہ والوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ ہم لوگ انتہائی مصیبت میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان لوگوں کے حکم پر ہمارے محلے کے کچھ نوجوان بھی ہمیں تنگ کرتے ہیں اور ہمیں راہ چلتے غلیظ گالیاں دیتے ہیں۔ ہم لوگ محلہ دارالعلوم غربی ربوہ میں رہتے ہیں۔ ہم لوگ اپنی رہائشی اور معاشی مجبوریوں کی وجہ سے سخت پریشان ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے صرف خدا کے رحم و کرم پر ہیں اس مہذب دنیا میں ہمارے ساتھ یہ کتنا برا سلوک کیا جا رہا ہے کہ دن رات کو ہمارے گھروں کے آگے لوگ بیٹھے رہتے ہیں اور باقاعدہ گھیراؤ کیا جاتا ہے اور جان سے مار دینے کی دھمکی دی جاتی ہے یہ غنڈے ہمیں ڈرانے کے لیے رات کو آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ ان کی لاشیں بھی ہم غائب کر دیں گے یہ سب کچھ ہمارے ساتھ باقاعدہ سکیم کے تحت کیا جا رہا ہے۔ آپ سے انتہائی عاجزانہ درخواست ہے کہ ہماری اس خبر کو اپنے اخبار کی وساطت سے ہمارا یہ پیغام صدر پاکستان کو پہنچا دیجئے کیونکہ ہم ان کے زیر سایہ اس ملک میں رہتے ہیں۔ اور ہم صدر پاکستان سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو اس مصیبت سے نجات دلائی جائے۔

(مراسلہ پر محلہ دارالعلوم غربی ربوہ کے چھ افراد کے دستخط ہیں)
(بشکریہ جنگ لاہور ۲۰ اگست ۱۹۸۲ء ڈاکیات سیل)

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

فدایانِ ختمِ نبوّت

جاں نثارانِ ملّتِ بیضا

ربوہ چلیئے

عظیم الشان ۲ روزہ

ختمِ نبوّت کانفرنس

۶-۷ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز پیر منگل

بمقام:- مسلم کالونی ربوہ

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء پاک فوج کے مجاہدینِ اسلام نے دشمن افواج کی یلغار کو روکا۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسلامیانِ پاکستان قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دینے میں کامیاب ہوئے۔

ان اہم واقعات کو زندہ رکھنے کیلئے ۶-۷ ستمبر ۱۹۸۲ء کے اس ملی اجتماع میں شرکت فرمائیے

رابطے کے لئے
فون ملتان- ۷۶۳۳۸
۳۲۳۴۱
اسلام آباد- ۲۹۱۸۶

رابطے کیلئے
فون ربوہ- ۴۶۶
فیصل آباد- ۲۴۷۰۰
لاہور- ۶۳۱۹۵

مجلس تحفظ ختم نبوّت پاکستان

ماس پرنٹرز فیصل آباد

کتابت صابر فیصل آباد